رخشندہ کوکب

اک قدم اٹھا تھا غلط راہ شوق میں

نسرین بیٹھی سوچ رہی تھی کہ عورت کس گھر کو اپنا گھر کہے...... والدین کے گھر کو جہاں اس کے بچپن اور جوانی کے کچھ سال گزرتے ہیں یا شوہر کا گھر...... جہاں اپنی عمر کے بہترین سال سسرال کے حوالے کرتی ہے اور اگر قدر کرنے والا شوہر مل جائے تو زندگی جنت بن جاتی ہے؛ ورنہ جیا جاتا ہے نہ مرا جاتا ہے...... یا پھر بیٹے کا گھر، جہاں اس کا بڑھاپا گزرتا ہے۔ وہ کس گھر کو اپنا گھر کہے۔ اس کی کہانی اس طرح شروع ہوتی ہے۔

''میں اکثر دیکھتا ہوں کہ حمید تم میں بہت دلچسپی لیتا ہے...... کہنے کو تو وہ تمہیں بھابی بلاتا ہے...... مجھے دوست بھی کہتا ہے مگر تمہیں اچھی نظروں سے نہیں دیکھتا۔'' شہریار نے شکایتی بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں شیری! تمہیں وہم ہوا ہے ایسی کوئی بات نہیں...... وہ ایک اچھا دوست اور ہمدرد انسان ہے۔'' لالہ نے ڈائننگ ٹیبل سے برتن سمیٹتے ہوئے کہا۔

''تم نے محسوس نہیں کیا کہ اس کے دیکھنے کا انداز اچھا نہیں ہے...... ہر وقت تمہیں گھورتا رہتا ہے۔'' شہریار کا لہجہ سخت ہو گیا۔

''تم کینیڈا آ کر بھی پاکستان والی سوچ بدل نہیں سکے۔'' لالہ کہاں خاموش ہونے والی تھی۔

''مجھے اس کی آنکھیں اچھی نہیں لگتیں......اس کے دیکھنے کا انداز بازاری لوگوں جیسا ہے۔''

''توبہ ہے شیری...... میں نے تو ایسا کچھ محسوس نہیں کیا...... نہ جانے تمہارے دماغ میں کیا پکتا رہتا ہے۔''

''جو بھی پکا ہے وہ کچھ دیکھنے کے بعد ہی پکا ہے......اور تم بھی تو بن سنور کر سامنے آ جاتی ہو...... بے کار کی باتیں شروع کر دیتی ہو......اس نے پانچ منٹ رکنا ہو تو دو گھنٹے کے لیے بیٹھ جاتا ہے......مت آیا کرو اس کے سامنے...... ویسے بھی اب میرا علاج ختم ہونے والا ہے......اس مہینے کے آخر میں ڈاکٹر مجھے پاکستان جانے کی اجازت دے دیں گے......ہم پاکستان چلے جائیں گے۔'' شہریار نے مطمئن ہو کر کہا۔

''ایسے کیسے جاسکتے ہیں......ایک دم بنا بنایا بزنس وائنڈ اپ کرنا آسان نہیں ہوتا...... یہاں اس ملک میں کتنی سہولتیں ہیں......اپنے ملک میں کہاں یہ سب کچھ ہے۔''

''تمہیں تو گلہ نہیں کرنا چاہیے......تمہیں پاکستان میں بھی کسی چیز کی کمی نہیں تھی اور خدا کا شکر ہے کہ یہاں بھی خدا نے ہمیں کمی نہیں ہونے دی...... ان لوگوں کو دیکھو جنہیں اپنے ملک سے آنے کے بعد مہینوں نوکری نہیں ملتی......ساتھ لایا ہوا پیسہ ایسے ختم ہوتا ہے جیسے کوئی جھوٹ بولے......ڈاکٹر، انجینئر اور پی۔ایچ۔ڈی لوگ odd جاب کرتے ہیں......کوئی ٹیکسی چلاتا ہے......کوئی میکڈ ڈونلڈ میں کلینر بن جاتا ہے...... بہت تیر مار لیا تو سیکیورٹی کی جاب مل گئی......تم دیکھتی نہیں ہو کہ ہمارے کافی ہاؤس میں انگلینڈ سے M.S کیا انڈین یہاں ریفرنس نہ ہونے کی وجہ سے اپنی فیلڈ میں نوکری نہیں حاصل کرسکا......اب پیزا ڈیلیوری کررہا ہے کتنی کہانیاں سناؤں۔''

''تم لوگوں کی باتیں مت کرو...... یہ دیکھو تمہارا علاج کتنی آسانی سے اور اچھا ہوا ہے......اگر خدانخواستہ دوبارہ بیمار پڑ گئے تو پاکستان میں کتنا مشکل ہوگا۔''

''اللہ تعالیٰ سے بہتری کی دعا مانگو......ناکارہ گردہ تبدیل ہو چکا ہے...... بلڈ پریشر اور شوگر نارمل ہوگئی ہے اور ہمیں کیا چاہیے۔''

'یہاں تمہارا بزنس کتنا اچھا چل رہا ہے...... ہزاروں ڈالرز کی ماہانہ آمدنی ہے۔''

''پاکستان سے لائے ہوئے پیسوں سے ہی ہم نے کافی ہاؤس خریدا ہے۔ پاکستانی روپیہ میں بہت برکت ہے......ہم کافی ہاؤس بیچ کر پاکستان میں یہ سارا پیسہ Invest کردیں گے......اپنوں کو روزگار دیں گے...... آمدنی ملک میں رہے گی تو ملک کو کتنا فائدہ ہوگا......ساری بات اس بات پر ختم ہوجاتی ہے کہ بیٹیاں جوان ہورہی ہیں۔''

''جوان کہاں ہوگئی ہیں۔ایک دس سال کی ہے دوسری آٹھ سال کی......ایک عرصہ پڑا ہے ان کے جوان ہونے میں ۔''

''یہاں بچے بہت جلد جوان ہوجاتے ہیں۔کچھ خوراک، ماحول اور کچھ سکول کی تربیت...... یہاں کے بچے وہ سب جان لیتے ہیں جو انہیں کافی عرصے بعد جاننا چاہیے......تعلیم اچھی چیز ہے، مگر سیکس پر دس سال کی عمر میں ہی لیکچر ملنا شروع ہوجائے تو آزمانے کے لئے ہر بچہ موقع تلاش کرتا رہتا ہے......پھر یہاں شادی جیسا سسٹم ختم ہوئے مدت گزر گئی ہے...... کتنے بچے شادی کے بغیر پیدا ہو رہے ہیں ان کا کوئی حساب کتاب نہیں......سیکس پر فری گفتگو بچوں

کی توجہ بدل دیتی ہے...... بچیاں بارہ تیرہ سال کی عمر میں ماں بن جاتی ہیں یا تمام تجربہ حاصل کر لیتی ہیں...... ماں باپ انھیں قانونی طور پر روک نہیں سکتے کیونکہ بچے کو مارنا جرم ہے؛ چاہے ڈرانے کے لیے ایک آدھ تھپڑ مارا جائے ، جب کہ ہمارے ملک میں بغیر شادی کے ماں باپ بننا ایک جرم ہے...... میں یہ نہیں کہتا کہ ہمارے ملک میں گناہ اور جرائم نہیں ہوتے مگر گناہ کو قانون اور معاشرے کا تحفظ حاصل نہیں ہے، جب کہ یہاں قانون اجازت دیتا ہے۔''
شہر یار نے تقریر کرتے ہوئے کینیڈا کی ثقافت کا اصلی چہرہ دکھا دیا۔

''مگر یہ تو ایک پہلو ہے، اس کے علاوہ کتنی سہولتیں ہیں، اس کا تصور بھی پاکستان میں ممکن نہیں ہے......نوکری نہیں ہے تو حکومت آپ کی مالی مدد کرتی ہے...... تعلیم حاصل کرنے کے لیے سٹوڈنٹ لون مل جاتا ہے...... کھانا پینا سستا اور معیاری ہے...... برسوں قیمتیں نہیں بڑھتی...... امیر غریب برابر کا کھانا کھاتے ہیں...... قانون سب کے لیے برابر ہے...... کیا کچھ نہیں ہے یہاں۔''

''سب کچھ ہوگا مگر والدین کی عزت نہیں ہے...... بچوں کی تعلیم ہے تو تربیت نہیں ہے......نوکریاں نہیں ہیں، ایک دڑبہ نما مکان میں رہنا پڑتا ہے؛ پاکستان میں میاں بیوی ایک دوسرے کو دھوکا نہیں دیتے ایک دوسرے کے لیے جیتے مرتے ہیں، عزت کرتے ہیں، یہاں تو میاں بیوی کا اکاؤنٹ تک الگ ہے ایک دوسرے سے اپنی آمدنی چھپاتے ہیں...... خیر موضوع بدل گیا ہے۔ بات اتنی سی ہے کہ ہم یہاں سے جانے کے لئے آئے تھے اور ہمیں جانا ہے۔''

''چلو فائنل رپورٹ تو آنے دو...... پھر سوچتے ہیں۔''

''اور تمہیں حمید کے ساتھ ذرا Reserve ہونا چاہیے...... چلو میں مان بھی دل لوں کہ میرا وہم ہے مگر میں ایسی کسی بات کے لیے وہم کرنے کو بھی تیار نہیں ہوں۔'' شہر یار نے اخبار کھول کر پڑھنے کے لیے عینک تلاش کرتے ہوئے کہا۔

''مگر شہر یار تم بھول رہے ہو جب ہم تین چار سال پہلے یہاں آئے تھے تو اس نے ہمیں ائیر پورٹ پر ریسیو کیا اور اپنے گھر میں پورا ایک ماہ رکھا۔''

''ہمیں مکان خریدنے کے لیے ہر سہولت دی...... روپے پیسوں سے ہماری مدد کی......کون کرتا ہے اتنا کچھ کسی کے لیے۔''

''مگر تمہیں اس سے اتنی ہمدردی کیوں ہے...... دوست میرا ہے، بچپن اکٹھا گزرا ہے اگر کوئی احسان کیا ہے تو مجھ پر کیا ہوگا تمہیں اس کے متعلق نہیں سوچنا چاہیے۔''

''میں بھی تو آپ کی وجہ سے کہہ رہی ہوں کہ ہمیں احسان فراموش نہیں ہونا چاہیے۔''لالہ رخ نے بات ختم کردی۔

''تم کچھ پریشان لگ رہی ہو......خیریت ہے شہر یار نے کچھ کہا ہے؟''حمید نے گھر میں داخل ہوتے ہی پوچھا۔

''پریشانی کی بات تو ہے نا......آپ کی فرینکنس اب شہر یار کو کھٹکنے لگی ہے......اسے شک ہوتا جا رہا ہے۔اب دیکھو وہ گھر پر نہیں ہے اور تمہارا فون

آنے پر میں نے بتایا بھی تھا کہ وہ شام سے پہلے نہیں آئے گا اور تم گھر آ گئے ہو......اب اگر اچانک وہ گھر آ جائے تو یہی سمجھے گا کہ میں نے تمہیں بلایا ہے۔''لالہ رخ نے پریشانی سے کہا۔

''اس میں پریشان ہونے کی کیا بات ہے......حقیقت یہی ہے کہ میں تمہیں دیکھے بنا اور ملے بنا نہیں رہ سکتا......تمہیں پسند کرنے لگا ہوں،تمہارے بغیر مجھے اب کچھ اچھا نہیں لگتا۔''

''کچھ سوچ کر بات کرو ہم دونوں میچور اور شادی شدہ ہیں......لالہ رخ ایک مرد کو اس حد تک متاثر کرنے پر اندر ہی اندر ایک عجیب سی خوشی محسوس کر رہی تھی اس کو حمید کی اس طرح کی بے خودی اندر اترتی محسوس ہو رہی تھی......اسے بہت اچھا لگا تھا مگر ظاہر نہیں کیا۔''

''شہر یار واپس جانے کی پلاننگ کر رہا ہے۔''

''کہنے کو سب کہتے ہیں کہ ہم واپس چلے جائیں گے مگر جاتا کوئی نہیں ہے۔یہاں کی سسٹم میں بندھی زندگی کون چھوڑ نا چاہتا ہے۔پاکستان میں قدم قدم پر رکاوٹیں،سیدھا اور جائز کام بھی رشوت یا سفارش کے بغیر نہیں ہوتا اور یہاں پر بزنس کا آغاز کرنا اتنا آسان ہے کہ اس کا تصور بھی پاکستان میں ممکن نہیں۔آپ صبح اٹھتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ مجھے بزنس کرنا ہے تو ہر کام فون کال پر ہو جاتا ہے،جگہ لو اور آج ہی سے کاروبار شروع کر دو۔''

''وہ یہ بات نہیں سمجھ رہا۔ویسے بھی میری ہر بات اور تجویز اسے زہر لگتی ہے......اس نے قسم کھا رکھی ہے کہ میری جائز با ت بھی وہ نہیں سنے گا۔''

''بڑا بدقسمت ہے ہیرے کی قدر نہیں کر رہا۔میں تو تمہاری اک اک بات غور سے سنتا ہوں اور اس پر عمل کرنے کی کو شش کرتا ہوں......تمہارے بغیر ایک پل گن گن کر گزارتا ہوں لیکن تم نہیں سمجھ سکو گی۔''

''تم تو ٹین ایجرز والا عشق جھاڑ رہے ہو۔''لالہ ہنس پڑی۔

''عشق کا تعلق عمر سے نہیں،جذبات سے ہوتا ہے...... جب یہ آگ بھڑک اٹھے تو انسان اسی سال کی عمر میں بھی

جوان ہو جاتا ہے......اس کے اندر وہ تمام دیئے جل اٹھتے ہیں جو بجھ چکے ہوتے ہیں اور خوش قسمت ہوتے ہیں وہ لو گ جن کے اندر یہ عشق کی آگ بھڑک اٹھتی ہے......عشق کا میٹھا درد انسان کو جوان بنا دیتا ہے اور انسان ایک بار پھر جوان ہو جاتا ہے......میں تو آج کل بار بار گا تا بھی رہتا ہوں اور سنتا بھی رہتا ہوں۔

''دل تو بچہ ہے جی......تھوڑا کچا ہے جی''

''یہ فلسفیانہ باتیں کرنے کا موقع نہیں ہے......شہر یار کو روکنے کا وقت ہے اگر وہ چلا گیا تو سب کو ساتھ لے جائے گا۔''

''مجھے اس کے جانے سے کوئی غرض نہیں مجھے صرف تمہیں روکنا ہے اگر رک جاؤ تو بہار تمہارے قدموں میں ڈال دو ں گا۔''

''اور تمہاری بیوی اور چار بچے؟''

''وہ میری ذمہ داری ہے اسے میں سنبھال لوں گا۔''

''مگر کیسے......وہ مان جائے گی؟''

''وہ اسلامی بیوی بنی رہے گی...... یہاں اس کا Status ایک گرل فرینڈ جیسا ہوگا...... یہاں گرل فرینڈ رکھنے پر کو ئی پابندی نہیں......وہ پینڈو اور دیہاتی عورت ہے اسے سلیقے سے اردو بھی بولنی نہیں آتی......وہ کچھ بھی جان نہیں پا ئے گی۔''

''مگر میں سمجھی نہیں......اسلامی بیوی کیا ہوتی ہے۔''

''اس میں سمجھ نہ آنے والی کیا بات ہے، میں اسے یہاں کے قانون کے مطابق طلاق دے دوں گا مگر اسلام کے مطا بق طلاق نہیں ہوگی ہے اور تم سے کینیڈین قانون کے مطابق شادی کر لوں گا......تم میری کینیڈین بیوی ہوگی اور وہ گر ل فرینڈ، مزے کی زندگی گزرے گی......نہ تمہیں بچوں کی ضرورت ہوگی نہ مجھے۔''

''بڑی دور کی سوچی ہے۔''

''یہ بتاؤ پلاننگ کیسی ہے؟''

''بظاہر تو زبردست ہے۔''

''تمہارے ساتھ کے بغیر اس پر عمل کرنا ممکن نہیں ہے۔''

''ابھی میں کچھ کہہ نہیں سکتی......میں شہر یار سے محبت کرتی ہوں۔''

''یہ کیسی محبت ہے کہ وہ تم پر پابندی لگانا چاہتا ہے اور تم اس سے محبت کرتی ہو۔''

''ہمیں بارہ سال ہو گئے ہیں اکٹھے رہتے ہوئے...... عادی ہو گئے ہیں ایک دوسرے کے۔''

'مجھے بھی اپنی بیوی کے ساتھ رہتے چودہ سال بیت چکے ہیں...... تمہارے آنے سے پہلے مجھے بھی اس سے بہت محبت تھی مگر تمہیں دیکھنے کے بعد اب سب کچھ پھیکا پھیکا سا لگتا ہے۔''

''مگر وہ خوبصورت تو ہے۔''

''خوبصورتی میں نزاکت، ادا، انداز، رکھ رکھاؤ، متاثر کرنے والی مسکراہٹ، آواز میں اتار چڑھاؤ موقع محل کے مطابق لباس کی Selection اور بات کرنے کا سلیقہ نہ ہو تو خوبصورتی متاثر نہیں کرتی...... دل میں اتر کر وجود پر نہیں چھاتی...... میرے نزدیک خوبصورتی ایسی ہو کہ سارے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے لے۔''

''مگر شہریار نے کبھی میری تعریف نہیں کی...... ہمیشہ مجھے ایک کمزور اور بے وقوف عورت ہی سمجھا۔''

''وہ خشک مزاج انسان ہے...... دو اور دو چار کرنے والا بزنس مین ہے...... میں اسے بچپن سے جانتا ہوں جب ہم پانچویں کلاس میں پہنچے تو مجھے اسکول ٹیچر کی باتوں سے خوشبو آنے لگی۔ مگر وہ Maths کی پرابلم میں ہی الجھا رہا۔ اس پر کبھی جوانی آئی ہی نہیں، اسکول سے گھر، گھر سے مسجد، مسجد سے گراونڈ، گراونڈ سے گھر بس اس کی یہی روٹین تھی...... اس کے والدین ذرا سخت مزاج تھے۔ جب کہ اس نے فلم بھی شائد ہی زندگی میں دیکھی ہو...... میں نے آٹھویں میں شمیم آراء کی فلم دیکھی تو اس سے محبت کرنے لگا، بعد میں چند دن بابرہ سے بھی محبت رہی، ٹورنٹو میں آکر ڈیمی مور کی فلم دیکھی تو ہر لڑکی کی صورت ڈیمی مور جیسی نظر آنے لگی...... تمہیں دیکھا تو تم مجھے ڈیمی مور سے زیادہ حسین لگی کیوں کہ تمہاری Hight اور خوبصورت جسم مجھے بہت متاثر کرتا ہے اور جس دن میں نے تمہیں بلیک ساڑھی میں سفید مکیش والے کام کے ساتھ دیکھا تو مجھے لگا کہ حور اتر کر زمین پر آ گئی ہو...... پھر تمہارے گھنے سیاہ بال جو کمر سے نیچے تک ہیں...... اس میں چھپ کر دنیا سے منہ پھیر لینے کو دل چاہتا ہے۔''

''تم اتنی پاگل کر دینے والی باتیں کرتے ہو تو نسرین کتنی خوش ہوتی ہو گی۔''

''اس بھدی گائے کے لیے کون ایسی باتیں کر سکتا ہے، تم بھی کمال کرتی ہو...... ایسی باتیں سوچ سمجھ کر کوئی نہیں کرتا، خود بخود زبان پر آ جاتی ہیں اگر کوئی غزل کہنے والا چہرہ سامنے ہو، اور میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ آنے والی زندگی ان ڈائیلاگ سے کہیں زیادہ حسین ہو گی۔'' حمید اب کھل کر سامنے آ گیا۔

''تم مجھ سے شادی کرو گے؟'' لالہ نے حیرت سے پوچھا۔

''ظاہر ہے مسلمان ہوں نکاح کروں گا۔ اور تمہیں بیوی کا Status دوں گا......نسرین کو پیپرز میں طلاق دے کر کینیڈین قانون کے مطابق اس سے رابطہ توڑ لوں گا مگر اسلامی طریقے سے طلاق نہیں دوں گا کیونکہ میرے بچے ہیں اس سے......اسلامی طریقے سے بیوی بنائے رکھوں گا۔''

''پلاننگ تو بہت اچھی ہے مگر ابھی میرا دل دھڑکتا ہے......کیوں کہ میری جڑیں پاکستان میں ہیں۔ میرے والدین کیا سوچیں گے۔''

''کتنا عرصہ سوچیں گے، وقت گزرے گا تو سب کچھ سب بھول جائیں گے۔''

''مگر بدنامی کا داغ کبھی نہیں ڈھلتا۔''

''تم نے پاکستان میں رہنا نہیں ہے اب سات سمندر پار کوئی باتیں کرتا ہے تو تم تک نہیں پہنچے گی، تمہیں پروا بھی نہیں کرنی چاہیے۔''

''مگر میرے پاس ابھی شہریار کو چھوڑنے کیلئے ٹھوس اور معقول جواز نہیں ہے اور پھر میں بچوں کے بغیر نہیں رہ سکتی۔''

''بچے چھوڑنے کو کون کہہ رہا ہے ویسے بھی بچے ماں کے بغیر رل جاتے ہیں...... بچے تمہارے پاس ہی رہیں گے...... جہاں تک طلاق لینے کے لیے جواز کی بات ہے تو یہاں خراٹے لینے پر، شور مچانے پر، زیادہ سگریٹ پینے پر طلاق لے لی جاتی ہے۔''

''اچھا اتنی معمولی باتوں پر طلاق کی نوبت آجاتی ہے؟''

''یہ بھی خوب کہی تم نے...... یہ جو ہمارے مولوی حضرات ہیں، جب ان کو دوسری شادی کا شوق چڑھتا ہے تو کسی ایک بیوی کو گرل فرنیڈ ڈکلیئر کر دیتے ہیں......دوسری سے بھی نکاح کر لیتے ہیں مگر دونوں بیویوں کو ساتھ رکھا ہوتا ہے'

''عجیب باتیں کر رہے ہیں آپ۔''

''تمہارے پاس تو بڑی معقول وجہ ہے شہریار سے طلاق لینے کی......مثلاً وہ اپنا بزنس چھوڑ کر ملک واپس جانا چاہتا ہے اور تم واپس نہیں جانا چاہتی ہو کیوں کہ تمہارے یہاں بچے پڑھ رہے ہیں......ملک کے سیاسی حالات کی وجہ سے وہاں بچے محفوظ نہیں ہیں وغیرہ وغیرہ......تم جانتی نہیں ہو کہ بے شمار پاکستانیوں نے یہاں سیاسی پناہ لی ہوئی ہے......کسی نے شیعہ بن کر، کسی نے مرزئی بن کر اور کئی بے شمار عورتیں یہاں اکیلی آجاتی ہیں یا ان کے شوہران کو اکیلا یہاں بھیج دیتے ہیں اور دس دس سال تک ان کے پیپرز نہیں بنتے وہ اکیلی رہ رہی ہوتی ہیں۔''

''نہیں نہیں......ایسے ٹھیک نہیں ہے...... یہ کوئی معقول وجہ نہیں ہے...... مجھے ابھی سوچنے دو۔''

''ٹھیک ہےتم سوچواور ایک کپ چائے پلاؤ تا کہ میں جاؤں۔''

''بڑی اچھی خبر ہے۔'' شہریار نے گھر میں داخل ہوتے ہی بلند آواز میں بولا۔

''کیا خبر ہے......جلدی سناؤ۔'' لالہ رخ نے بے چینی سے پوچھا۔

''بس اب جانے کی تیاری کرو......ان شاءاللہ ہم ایک ماہ بعد پاکستان میں ہوں گے۔'' شہریار نے کہا۔

''کیا خبر ہے؟'' لالہ اداس ہوگئی۔اسے پاکستان جانا بالکل پسند نہیں تھا۔

''صائمہ کی شادی ہورہی ہے۔''

''سچ......صائمہ کی شادی ہورہی ہے......کب اور کہاں؟''

''ابو کا خط ہے......تم پڑھ لو انہوں نے میرے آنے پر سب کچھ طے کرنا ہے......میں لڑکا پسند کروں گا تو وہ 'ہاں' کہیں گے پھر شادی کی تاریخ مقرر ہوگی۔''

''اگر لڑکا مناسب ہے تو دیر نہیں کرنی چاہیے......ہمارا انتظار نہ کریں فوری پر ہاں کردیں۔''

''لالہ! تم کیسی باتیں کررہی ہو۔انہوں نے میرے بغیر کبھی سالگرہ کی تقریب نہیں کی،شادی کیسے کر سکتے ہیں وہ بھی میری بہن کی......روپے پیسے کی کمی نہیں ہے مگر ہم دونوں کا ہونا ضروری ہے۔''

''ان کو معلوم ہونا چاہیے ہمارے لیے سب کچھ سمیٹنا اتنا آسان نہیں ہے۔ہمیں کچھ وقت تو لگے گا......کافی ہاؤس کے علاوہ مکان بھی Sale کرنا ہے۔ابو امی کو چاہیے فوراً 'ہاں' کردیں۔اچھا رشتہ کہاں آسانی سے ملتا ہے،اس سے پہلے جتنے بھی رشتے آتے تھے۔'' صائمہ کے سانولے رنگ کی وجہ سے ختم ہوجاتے تھے۔

لالہ جانتی تھی کہ اس کی بڑی نند سخت رنگت کی ہے اور اس کے تمام آئے رشتے اس کی سیاہی مائل رنگت کی وجہ سے ہاتھ سے نکل جاتے تھے۔اب تو ہر کوئی مایوس ہوگیا تھا کہ صائمہ کی شادی نہیں ہوگی اس لیے اس نے بھی وقت گزارنے کے لیے سکول میں نوکری کر لی تھی۔لالہ کی کبھی نندوں سے بنی بھی نہیں تھی۔عمر میں دو اس سے بڑی تھیں جن کی شادیاں ہو چکی تھیں۔تیسرے نمبر کی صائمہ عمر میں اس کے برابر تھی۔اس لیے اس کی عمر تیس سے اوپر ہورہی تھی مگر اچھا رشتہ نہیں مل رہا تھا۔ساس سسر لڑکی کو ملک سے باہر بیاہنا نہیں چاہتے تھے۔اسے اچھا لگا کہ بلا تو سر سے ٹل رہی ہے۔

''ایک تو ہم رسم و رواج میں ایسے جکڑے ہیں کہ اگر بھائی شادی میں شامل نہ ہوں تو بہن کا نکاح نہیں ہوسکتا،کچھ

مجبوریاں بھی ہوتی ہیں......میں کون سا کہہ رہی ہو کہ ہم شامل نہیں ہوں گے مگر وہ رشتہ نہ جانے دیں۔''

''ہمارا رسم ورواج، کلچر بہت اچھا ہے، ملنا جلنا، بڑے چھوٹے اور دوسرے کا لحاظ کرنا، دکھ میں وقت سے پہلے پہنچنا، دلاسہ دینا، یہی تو ہماری روایات ہیں۔''

''مگر یہ تمام روایات صرف مرد کی برتری اور مرد کو اونچا دکھانے کے لیے ہیں۔'' لالہ ضد پر اتر آئی۔

''کوئی ایسی رسم یا رواج بتا دو جس میں عورت کی ہتک ہوتی ہو۔ تمام رسمیں عورتوں نے خود بنائی ہیں، عورت ہی بہو دیکھنے جاتی ہے، اپنی عادت کے مطابق بہو پسند کرتی ہے، بیٹے کو کیا پسند ہے ماں کم ہی سوچتی ہے، وہ ہمیشہ یہ دیکھتی ہے کہ کس لڑکی کے ساتھ اس کا گزارا ہو جائے گا اور تو اور جہیز کا مطالبہ بھی عورت کی طرف سے ہوتا ہے۔ سسر نے کبھی پروا نہیں کی۔'' شہریار نے کہا۔

''اچھا چھوڑیں......اب جلد بازی میں مکان اور کافی ہاؤس بیچنے کی کوشش مت کرنا۔''

''مجھے اسی ہفتے ہسپتال سے چھٹی مل جائے گی۔ اب کسی بھی Treatment اور ڈاکٹر کی ضرورت نہیں ہے۔ میں مکمل طور پر تندرست ہوں...... باقی رہا کافی ہاؤس اور مکان......ان شاءاللہ چند دنوں میں اچھی قیمت پر بک جائیں گے......بس تم جانے کی تیاری کرو...... خاص کر جیولری ضرور خرید لینا......اپنے لیے بھی اور صائمہ کے لیے بھی۔'' شہریار نے بات ختم کرتے ہوئے کہا۔

لالہ اٹھی اور اپنے کمرے میں بیڈ پر لیٹ کر بہت پیچھے چلی گئی جب اس کی شادی شہریار سے ہوئی تھی۔

لالہ سوچ رہی تھی کہ اس کی زندگی کی ابتداء تو ابھی ٹورنٹو آنے کے بعد ہوئی ہے.....ٹورنٹو اسے خوابوں جیسا لگا......پہلی بار آزادی محسوس ہوئی، بے جا مداخلت کی عدم موجودگی، پرسنل لائف کا احساس پہلی بار ہوا، ہر کوئی اپنی دنیا میں مست، کیا کھایا ہے کیا پیا ہے، کہاں رہ رہی ہو،

کوئی کسی کو نہیں پوچھتا......اس نے اپنے ہر خواب کی تعبیر یہاں پائی ہے ورنہ اس کی پاکستان میں زندگی بہت Miserable تھی۔ قدم قدم پر روک ٹوک، پابندیاں، رکاوٹیں، باہر نکلنے کی پابندی، تعلیم حاصل کرنے کی اجازت نہیں۔

وہ چار بہنوں میں سب سے بڑی تھی......شکل وصورت بہت اچھی تھی اسکول کے ڈراموں میں وہ اکثر شہزادی کا رول کیا کرتی تھی...... کالج میں آ کر زندگی ہی بدل گئی، کہاں وہ وزیرآباد کی رہنے والی......کہاں لاہور کالج، یہاں تو بدصورت لڑکی بھی ریما بننے کی کوشش کرتی رہتی مگر ایف۔ اے کرنے کے بعد اس نے بی۔ اے میں

داخلہ لیا تو پہلا رشتہ شہر یار کا آیا......اس کے والدین خوشی سے پاگل ہو گئے۔ ورنہ وہ تو سمجھ رہے تھے کہ چار بیٹیوں کی شادی ان کی زندگی میں تو ممکن نہیں ہے مگر ابتداء اتنی اچھی ہوئی کہ انہیں یقین نہ آیا۔ جب کہ لالہ ان باتوں سے آزاد رہنا چاہتی تھی۔ اسے صرف پڑھنے کا شوق تھا۔ اپنے قدموں پر کھڑی ہونا چاہتی تھی۔ اپنی مرضی کی زندگی گزارنا چاہتی تھی۔ مگر وہ بیس سال کی عمر سے پہلے بیاہ کر سسرال آ گئی اسے سب کچھ بہت بڑا الگ رہا تھا مگر اس کے ساس سسر اچھے تھے۔ یہاں بھی اسے چار نندیں ملیں......وہ نہ اچھی تھیں نہ بری، مطلب کی بات کرتیں۔ لالہ ان چاروں کی موجودگی میں بہت مشکل محسوس کرتی تھی وہ بن سنور کر جب بھی کبھی نکلی تو سب نے گہری نظروں سے اسے دیکھا اور تو اور اس کے شوہر نے بھی اسے ٹوکنا شروع کر دیا کہ گھر میں جوان بہنیں ہیں، تمہیں سادہ رہنا چاہیے۔ بھڑ کیلے کپڑے، بھاری زیورات میں لڑکی ہر وقت اچھی نہیں لگتی......ساتھ ہی اسے ماں بننے کے مراحلے سے فوراً گزرنا پڑا وہ ابھی بچہ نہیں چاہتی تھی مگر سال سے پہلے ہی وہ ایک عدد بیٹی کی ماں بن گئی......ساس سسر نے بیٹی کو خوش آمدید کہا۔ ساس نے اسے گلے لگاتے ہوئے کہا کہ بیٹیاں خدا کی رحمت ہوتی ہیں...... لالہ نے ابھی بری اور جہیز کے تمام کپڑے بھی نہیں پہنے تھے کہ بچہ گود میں آ گیا کہ بیٹی زیادہ وقت دادی اور پھوپھو کے پاس ہوتی مگر لالہ کی تمام خواہشیں دب کر رہ گئیں۔ وہ خواب ہی دیکھتی رہ گئی کہ گھومنا پھرنا، دریا کے کنارے پیدل چلنا، بھول بھلیوں میں کھونا، اسے کچھ بھی نہ کرنے کو ملا۔

دوسرا سال گزرا تو ایک اور بیٹی اس کی زندگی میں آ گئی......ساس سسر نے دوسری بیٹی کو بھی گلے سے لگایا۔ اس طرح اس کی زندگی کی روٹین شروع ہو گئی۔ نہ شام کا پتہ چلتا تھا نہ صبح کا۔ وقت گزرنے لگا۔ لالہ اپنے اندر کی خواہشیں دبا تو گئی مگر ختم نہ کر سکی۔ اسے اکیلا گھر اور تنہائی چاہیے تھی۔ وہ فطری طور پر رومانٹک تھی۔ بارش، بہار، پہاڑ، درخت، میدان، دھوپ، چھاؤں، بادل، صبح کی ٹھنڈی ہوا، رات میں چاندنی راتیں، جھیل میں ہچکولے کھاتی کشتی اور سرگوشی کرتی آواز کہ آسمان کا چاند خوبصورت ہے کہ میرے سامنے بیٹھا میرا چاند، بادل سے اچانک فضا سے دھندلا جانا، مری کی برف پوش پہاڑیاں، سمندر کنارے ٹھنڈی ریت پر ننگے پاؤں چلنا، گرمیوں کی دوپہریں، لان میں لگے آم کے پیڑ سے کیریاں توڑنا، کچے انگور توڑنا، خزاں کے موسم میں زرد پتوں پر دیر تک چلتے رہنا، خزاں کی رم جھم میں بھیگنے کا مزہ بتایا نہیں جا سکتا، بہار کے شروع کے دن اور، آم کے درختوں پر لگے بور اور انگور کی بیلوں پر پھوٹتی کونپلیں......وہ کیا کیا بتاتی کہ وہ کیا چاہتی ہے، ہرے بھرے میدان میں دور تک پیدل نکل جانا اور پھر اچانک بارش کا آ جانا، اس کے اندر آگ کا بڑھک اٹھنا۔ برسات کے موسم میں کبھی نہ ختم ہونے والی بوچھاڑ، بھاگ کر برآمدوں

میں پناہ لینا...... بہار میں اپنے ہاتھوں سے پھول پودے لگانا، اپنے گھر میں لگے پودینے دھنیے اور ہری مرچ کو چٹنی بنا کر تندور کی روٹی پر رکھ کر کھانا۔ وہ تو اک ایک بات سے خوش ہوتی تھی، اک اک قدرت کے حسن سے لطف اندوز ہونا چاہتی تھی...... مگر یہ سب کچھ کرنے کو نہ اسے والدین کے گھر ملا موقع ملا نہ سسرال میں ۔۔۔ جو پابندیاں ماں باپ کے گھر میں تھیں وہی سسرال میں ملیں۔

پھر اچانک ایک حادثہ اس زندگی میں ہوا۔ شہر یار کے گردوں میں تکلیف ہوئی تو ڈاکٹروں نے اسے ڈرا دیا کہ یہ آخری سٹیج پر ہے۔ اسے علاج کی فوراً ضرورت ہے۔ والدین پریشان ہو گئے۔ انہوں نے فوراً اسے علاج کے لئے باہر جانے کا مشورہ دیا۔ اس نے مجبوری میں مان لیا اور اپنے دوست حمید سے ٹیلی فون پر رابطہ کیا۔ اس نے بہت جلد ڈاکٹرز سے مل کر اس کی Appointment کرادی اور وہ کینیڈا پہنچ گئے۔ علاج چونکہ لمبا اور مہنگا تھا اس لیے اس نے پیپرز کے لیے اپلائی کر دیا اور ساتھ کچھ پیسے Invest کر کے کافی ہاؤس خرید لیا۔ یہاں پر کاروبار کے لیے بنک آسانی سے پیسہ دے دیتا ہے...... حمید نے اس کی بہت مدد کی...... حمید کو شہر یار سے زیادہ لالہ رخ میں دلچسپی تھی وہ ہر حال میں اسے روکنا چاہتا تھا کیونکہ اسے بادامی آنکھوں اور بادامی رنگ والی لمبی قد کی لالہ بہت پر کشش لگی...... اسے اس کا اردو بولنے کا انداز بہت اچھا لگتا تھا اور پھر اس کی چال میں ایک عجیب کشش تھی وہ اس کے حواس پر چھانے لگی...... اس نے سوچا کہ تیز لڑکی ہے جلد یہاں کے ماحول میں ڈھل جائے گی...... جلد سب کچھ سیکھ جائے گی...... وہ تیز طرار اور Sharp عورت تھی۔ اس نے آتے ہی لنک کلاس میں ایڈمیشن لے لیا۔ چھ ماہ تک وہ مسلسل انگلش پڑھتی رہی...... پارک میں پاکستانی عورتوں سے بات کرنے کی بجائے گوریوں کے زیادہ قریب ہوتی...... اس نے جلد ہی انگلش زبان پر اتنا عبور حاصل کر لیا کہ وہ آسانی سے انگلش زبان سمجھنے اور بات چیت کرنے لگی...... حمید کو ہسپتال میں رہنا پڑا تو اس نے کافی ہاؤس کا تمام انتظام سنبھال لیا...... وہ اتنی ماہر ہو گئی کہ اس کے مستقل گاہک بننے لگے...... اس کی شخصیت میں خاص سحر تھا، لوگ اس سے ملنے بھی آنے لگے۔

حمید نے بھی اندازہ لگا لیا تھا کہ کینیڈا میں رہنے کا ایک انداز ہے جو اس کے طور طریقے سیکھ کر اس میں ڈھل جاتا ہے تو وہ راتوں رات کامیاب ہو جاتا ہے مگر وہ جو اپنی روایتیں، انداز اور لباس اپنائے رکھتا ہے کینیڈا انہیں بیس سال گزرنے کے بعد بھی نہیں اپناتا۔ کینیڈا میں رہنے کا پہلا اور آخری اصول یہی ہے کہ یہ مت بتاؤ کہ آپ کیا تھے، اپنے ملک میں کیا کرتے تھے یہ کوشش کرو کہ کینیڈا پہلے جو نوکری آفر کر رہا ہے، اسے اپنا لو، چاہے مزدوری ہی کیوں نہ ہو اور ساتھ ساتھ اپنے تعلقات اور ریفرنس بڑھاتے جاؤ۔ اور پارٹ ٹائم تعلیم کا سلسلہ شروع کر دو......

کمپیوٹر میں ابتدائی چند کورسز کرلو جو حکومت کی طرف سے فری پیش کیے جاتے ہیں پھر دیکھو کینیڈا میں کامیابی کے دروازے کیسے کھلتے ہیں...... لالہ نے اپنی کامیابی کی ابتداء انگلش کلاس میں زبان سیکھنے سے کی تھی۔ اس لیے وہ کامیاب تھی...... اب اس نے جینز بھی پہننی شروع کردی۔ Sears سے کپڑے خریدنے کا اسے طریقہ آ گیا تھا......عام دنوں کی بجائے Sales کا انتظار کرتی۔Factory Outlet سے کبھی کبھی تقریباً مفت ہی کپڑے مل جاتے تھے۔یعنی 40 ڈالر کی شرٹ پانچ یا سات ڈالرز میں خرید لیتی......شہر یار نے بھی یہاں کے ماحول کو دیکھتے ہوئے اسے کافی ہاؤس چلانے کی اجازت دے دی...... کپڑوں پر بھی زیادہ اعتراض نہیں کیا۔ ویسے بھی جو لوگ انگلش ماحول میں جلد گھل مل جاتے تو پھر ان کو کچھ بھی نیا اور غلط نہیں لگتا کیونکہ ہر طرف ایسا ہی ماحول نظر آ رہا ہوتا ہے اس لیے شہر یار نے اسے روکنے کی بجائے کرنے دیا پھر اسے کاروبار کے لئے کسی کی مدد کی ضرورت تھی تو اپنی بیوی کیوں نہیں......اور اسے لالہ کی صلاحیتیں بھی نظر آنے لگیں کہ لالہ آسانی اور کامیابی سے کافی ہاؤس چلانا سیکھ گئی تھی۔اس کے ساتھ لالہ کو یہاں کی مارکیٹ، ماحول اور موسموں سے واقفیت کے ساتھ ساتھ اپنی صلاحیتوں کا بھی علم ہو رہا تھا......کچھ حمید اس کے اندر ہوا بھرتا رہتا تھا کہ وہ کتنی پرکشش جوان اور دلچسپ ہے وہ دو بچوں کی ماں نہیں لگتی۔ اب تو لالہ یہی دعا کرتی رہتی کہ شہر یار پاکستان کبھی نہ جائے مگر اسے روکنا اتنا ہی مشکل تھا جتنا لالہ کو یہاں سے جانا......وہ ہر قیمت پر اپنی آزادی برقرار رکھنا چاہتی تھی وہ یہی کی ہو کر رہنا چاہتی تھی......حمید نے اسے راستے دکھانے شروع کردیے کہ کن راستوں پر چل کر یہاں رک سکتی ہے...... دراصل ان کے امیگریشن کے پیپرز Reject ہو چکے تھے۔انہیں علاج کے بعد واپس جانا ہی تھا۔شہر یار دوبارہ اپلائی کرسکتا تھا مگر اس نے اپلائی نہ کیا۔ اب وہ جانے کے لیے پر تول رہا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ بچے بدتمیز اور گستاخ ہو رہے ہیں،بچوں میں صرف اپنے آپ سے پیار کرنا سکھایا جا رہا ہے، اپنی زبان بھول رہے ہیں، بڑوں کے سامنے زبان کھولنا اونچا بولنا عام سی بات ہے۔ اسے لالہ کا یہاں کے ماحول میں ڈھلنا اتنا برا نہیں لگا جتنا بیٹیوں کا سکرٹ، پینٹ پہننا برا لگ رہا تھا۔ یہاں لڑکیاں بہت جلد جوان ہو جاتی ہیں۔

حمید نے ایسا پلان بنایا کہ لالہ کو بھی خبر نہیں ہونے دی اور شہر یار کو باتوں میں لگا لیا......وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ لالہ کو کھونا، لاکھوں کی پراپرٹی کو کھونا تھا کیونکہ شہر یار کی تمام جائیداد کی لالہ تنہا وارث تھی......شہر یار نے اپنی بیماری کی وجہ سے مکان اور کافی ہاؤس لالہ کے نام پر خریدا تھا۔کافی ہاؤس کی اتنی آمدنی تھی کہ گھر کا تمام خرچ اور کافی ہاؤس کا کرایہ اور تمام دوسرا خرچ نکل کر بھی بہت بچت ہو جاتی تھی...... پھر اس کی شخصیت، اس کی زبان اور رویہ وہ

مکمل بزنس لیڈی بن چکی تھی......اس کا حسن سر چڑھ کر بولتا تھا۔

حمید اسے کسی بھی طرح کھونا نہیں چاہتا تھا۔اس کی دولت اور اس کی خوبصورتی......حمید بہت بری طرح اس کا اسیر ہو چکا تھا یہی وجہ تھی کہ آج اس نے شہر یار کو فون کیا۔

''شہر یار! میرا ایک دوست پاکستان جا رہا تھا۔اس کے پاس تین دن بعد کی ٹکٹ ہے مگر اسے سرکاری طور پر رکنا پڑ رہا ہے اگر تم چاہو تو یہ ٹکٹ لے سکتے ہو۔''

''مگر مجھے چار ٹکٹ چاہئیں۔''

''بچے بعد میں آ جائیں گے۔''

''کیسے؟''

''میں ذمہ داری لیتا ہوں...... پہلے بھی تمہارے کام آتا رہتا رہا ہوں اور پھر صائمہ کی بات بھی پکی کرنی ہے تم پہلے پا کستان جا کر لڑکا دیکھ کر ہاں کرو...... میں لالہ کی موجودگی میں کافی ہاؤس اور گھر بیچ کر انھیں بھیج دوں گا......زیادہ زیا دہ سے ایک ماہ اور لگے گا۔''

''مگر......''

''اگر مگر کچھ نہیں......ٹکٹ چاہیے تو بتا دو۔''

''اچھا میں لالہ سے مشورہ کر لوں، دوبارہ فون کرتا ہوں۔'' شہر یار نے فون بند کر دیا۔

اس نے لالہ رخ سے پوچھا۔اس کے اندر چور تھا اور اسے حمید کی تمام پلاننگ سمجھ آ گئی......وہ شش و پنج میں مبتلا ہو گئی وہ کوئی جواب نہ دے سکی۔یہ تو ٹھیک تھا کہ اسے یہاں آزادی ملی تھی، آزادی ایک بہت بڑی چیز ہوتی ہے......اس کا احساس کا ایک آزاد شخص کو ہی ہو سکتا ہے، ایک قیدی کو دنیا کی تمام سہولتیں ہوں تو وہ تمام سہولتیں تیاگ کر آزادی کو ترجیح دے گا، چاہے آزادی میں اسے مزدوری کرنی پڑے پھر بھی آزادی اچھی لگتی ہے......مگر وہ شہر یار سے محبت کر تی تھی، وہ چاہتی تھی کہ شہر یار یہیں رہے واپس پاکستان ملنے ملانے کے لیے جایا کرے......وہ چاہتی تھی شہر یار اپنے والدین کو یہیں بلا لے مگر یہاں سے نہ جائے......اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ شہر یار کو کیسے سمجھائے اور کیسے رو کے......دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کو قائل نہ کر سکے......دونوں کے پاس اپنے اپنے دلائل تھے مگر کوئی ایک دو سرے کے لیے قربانی دینے کے لیے تیار نہیں تھا......اگر کوئی چند دن دنوں کے لیے اپنی ضد چھوڑ دیتا تو گھر کبھی نہ ٹوٹتا۔

لالہ کے لیے اسے چھوڑ نا اتنا آسان تھا نہ وہ اسے چھوڑ نا چاہتی تھی۔ وہ شہر یار کو روکنا چاہتی تھی اسے بیٹیوں کے لیے اصلی باپ کی سرپرستی چاہیے تھی مگر شہر یار کسی صورت میں یہاں رکنا نہیں چاہتا تھا۔ لالہ نے پیار سے ،لڑ جھگڑ کر، نرمی گرمی ہر طریقے سے اسے روکنا چاہا مگر نا کام رہی...... وہ سب کچھ چھوڑ کر چلا گیا...... لالہ تنہا اور اداس ہوگئی...... وہ تیزی سے واپسی کی تیاری کرنے لگی۔ اسے شہر یار کے بغیر سب کچھ ادھورا لگ رہا تھا...... بچیاں الگ پریشان تھیں...... چند دنوں بعد ہی اسے احساس ہوگیا کہ شادی شدہ عورت کے لیے مغرب ہو یا مشرق ہو مرد کے بغیر گزارہ کرنا ممکن نہیں......حمید سے کہا کہ فوراً اس کے جانے کا بندوبست کرے۔ مرد کے بغیر سو طرح کے مسائل جنم لے لیتے ہیں...... اکیلے کافی ہاؤس کا نظام سنبھالنا اور ساتھ بچیوں کو اسکول سے لانا لے جانا، ان کی ذمہ داریاں...... اس کے لیے زندگی مشکل ہوتی جا رہی تھی...... ساتھ ساتھ شہر یار کے مسلسل فون...... وہ پریشان ہوتی گئی اور حمید سے مل کر مسائل حل کرنے کی کوشش میں دن بدن اس کے قریب ہوتی گئی۔

عورت کی سمجھ اور عقل جہاں ختم ہوتی ہے وہاں سے مرد کی عقل کا آغاز ہوتا ہے۔ اس کی چالا کیوں اور مکاریوں کے آگے تو عورت بہت جلد ہار جاتی ہے۔ وہ حمید کے بنے ہوئے جال میں پھنستی چلی گئی...... ٹیلی فون نمبر تبدیل کیا اور حمید کے کہنے پر اس نے طلاق کے کاغذات شہر یار کو پاکستان بھجوا دیے...... پاکستان میں اس کے اس اقدام پر کیا کیا طوفان اٹھے کیسی آندھیاں چلیں...... وہ سوچتی ہی نہیں تھی اگر سوچتی تو پاگل ہو جاتی...... اس کے والدین اور بہنوں پر کیا بیتی، وہ جان کر بھی جان نہ پائی۔

ادھر حمید نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی مگر اسے خبر نہ ہونے دی۔ اس کے پیپرز خود ہی ریسیو کیے اور خود ہی دستخط کیے اور واپس بھجوا دیے۔

''دیکھو حمید بہت ہو گیا......اب مجھے واپس جانا ہے۔''

''چند دنوں کی بات ہے، تمہیں امیگریشن مل جائے گی تو تمہارے لیے کہیں آنے جانے کی پابندی نہیں رہے گی۔''

''یہ چند دن مہینوں میں بدل گئے ہیں......بچیاں بیمار رہنے لگی ہیں۔ انہیں باپ کی ضرورت ہے......شہر یار الگ پریشان ہے اس نے میری باتوں پر اعتبار کرنا چھوڑ دیا ہے......اب میرا فون بھی نہیں سنتا۔''

''پہلے وہ کون سا تمہاری بات سنتا تھا......تم ہی اس پر مرتی ہو وہ تو تمہیں کچھ نہیں سمجھتا۔''

''کچھ نہ سمجھتا تو ابھی تک رابطہ نہ رکھتا......اس کے بھروسے پر یہاں رکی ہوئی ہوں......اس کے کافی ہاؤس سے اپنا خرچ پورا کر رہی ہوں۔''

''اور میں نے جو دن رات تمہارے لیے ایک کیے ہوئے ہیں، اس کی کوئی قدر نہیں ہے؟''

''میرا خیال ہے کہ ہماری امیگریشن نہیں ہونے والی...... ٹائم ضائع کرنے سے بہتر ہے کہ واپس چلی جاؤں۔''

''دل کیوں چھوٹا کر رہی ہو...... میں ہوں نا تمہارے ساتھ...... شہریار کو سمجھا دوں گا...... اب وہ تمہیں فون کر کے تنگ نہیں کرے گا۔''

''حیرت ہے وہ تمہاری بات سن لے گا۔''

''جب تمہیں امیگریشن مل جائے گی تو اس کا سارا غصہ جاتا رہے گا۔''

''اچھا! خیر...... میں نے تمہاری طرف سے طلاق کے کاغذات پاکستان بھجوا دیے ہیں...... اب چند مہینوں بعد ہم دونوں شادی کر لیں گے اور تم یہاں کی سٹیزن بن جاؤ گی۔''

'پھر کیا ہوگا؟''

''ہونا کیا ہے...... تم آزاد ہوگی...... میرے ساتھ رہنا ہے یا شہریار کے ساتھ۔''

''شہریار طلاق کے بعد مجھے اپنا لے گا اور وہ مان جائے گا کہ میں نے یہ سب کنیڈین سٹیزن شپ کے لیے کیا ہے؟''

''وہ کوئی ان پڑھ جاہل ہے کہ نہ سمجھ سکے...... اور نہیں سمجھتا تو کیا...... تمہارے لیے میں تو ہوں۔''

'مجھے نہیں لگتا کہ جیسے تم کہہ رہے ہو ویسا ہو جائے...... خیر میں چند مہینے اور انتظار کر لوں گی...... پھر واپس چلی جاؤں گی۔''

''تمہارا واپس جانا اب اتنا آسان بھی نہیں ہے...... تمہارے واپس جانے کا مطلب ہے کہ ہزاروں ڈالرز کا ہاتھوں سے نکلنا...... یہ میں نہیں ہونے دوں گا۔'' حمید نے دل میں سوچا۔

''کیا سوچ رہے ہو؟'' لالہ نے پوچھا۔

''کیا سوچنا ہے...... تمہارے لیے ہی سوچ رہا ہوں...... خیر، اب میں چلتا ہوں۔''

حمید سوچ رہا تھا کہ شادی ہوتے ہی وہ لالہ کی آدھی جائیداد کا مالک بن جائے گا، جو لاکھوں میں ہے ابھی تو میری بیوی ہے، طلاق لے گی تو آدھی جائیداد اس کے ہاتھ سے جاتی ہے اور اگر میرے ساتھ رہتی ہے تو شہریار اس کے ہاتھ سے جاتا ہے اور بیٹیاں الگ اس سے نفرت کریں گی...... مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا، ہر صورت میں نقصان لالہ کا ہی ہوگا...... نہ وہ شہریار کی رہے گی نہ میری...... ظاہر ہے جو عورت اپنے شوہر کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے مرد کی باتوں میں آتی ہے اس کا یہی انجام ہوتا ہے...... جب عورت اپنے شوہر سے تنگ آ کر گھر سے باہر نکلتی

ہے تو لاکھوں مگر مچھ منہ کھولے اس اکیلی عورت کو نگلنے کے لیے تیار بیٹھے ہوتے ہیں......وہ کس کس مگر مچھ سے بچے گی......کسی نہ کسی کا شکار تو ہوگی......بس لالہ کا بھی یہی انجام ہونے والا تھا۔

''ہاں راہول کیسے فون کیا......سب ٹھیک ہے نا......کافی ہاؤس ٹھیک چل رہا ہے؟ کافی ہاؤس کے منیجر کو فون کر کے لالہ نے پوچھا۔

'یس میڈم! کافی ہاؤس میں کوئی مسئلہ نہیں ہے......لیکن میں ایک بات پر حیران ہو رہا ہوں کہ مسٹر حمید کافی ہاؤس کیوں بیچنا چاہتے ہیں؟''

''تمھیں کیسے پتہ چلا......مسٹر حمید کافی ہاؤس بیچنا چاہتے ہیں؟''

''وہ آج صبح ہی کسی رئیل اسٹیٹ ایجنٹ کے ساتھ کافی ہاؤس آئے تھے......انھوں نے سارا ایریا دکھایا ہے اور وہ بہت اچھی قیمت بتا رہے تھے......مسٹر حمید اتنی زیادہ قیمت سن کر بہت خوش ہو رہے تھے۔''

''دیکھو راہول! تم میرے ملازم ہو،تم نے ہر بات سے مجھے باخبر رکھنا ہے......میں ذرا کچھ مسائل میں گھری ہوئی ہوں،اس لیے روز کافی ہاؤس نہیں آ سکتی......مجھے جب کافی ہاؤس بیچنا ہوگا تو سب سے پہلے تم سے مشورہ کروں گی......مجھے ہر بات سے آگاہ رکھنا۔''

''اوکے میڈم!'' راہول نے فون بند کر دیا۔

''اچھا تو حمید صاحب! مجھ سے عشق کا اظہار اس لیے ہوتا رہا ہے کہ میرے نام پر جائیداد ہے،مگر یاد رکھنا یہ جائیداد شہر یار کی ہے اسی کی رہے گی......میں اسے بیچ کر پاکستان پیسہ بجھوا دوں گی......چاہے مجھے کوئی بھی قربانی دینی پڑے۔'' اس نے فیصلہ کیا۔

اسی وقت اس نے اپنے رئیل اسٹیٹ ایجنٹ کو فون کیا۔

''مجھے اگر فوراً کافی ہاؤس بیچنا پڑے تو کتنا لاس ہوگا؟''

''کچھ کہہ نہیں سکتا......میرے پاس چند ایک بزنس خریدنے والے کسٹمرز ہیں ان سے بات کرتا ہوں،اگر کسی نے کافی ہاؤس خریدنے میں دلچسپی ظاہر کی تو مارکیٹ ویلیو کے مطابق قیمت مل جائے گی......ورنہ چند ہزار کم میں بکے گا۔''

''میں تیار ہوں......مجھے جلد سے جلد گھر اور کافی ہاؤس بیچنا ہے۔''

''ٹھیک ہے میں کل تک آپ کو بتا دوں گا۔''

''ایک اور بات...... جو بہت اہم ہے، کافی ہاؤس کے باہر'' فار سیل'' کا بوڑد نہیں لگے گا، کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہونی چاہیے۔''

''میں وجہ نہیں پوچھوں گا۔ایسا ہی ہوگا۔''

''شکریہ''۔لالہ نے فون بند کر دیا۔

'میڈم کافی ہاؤس کی بہت قیمت لگ رہی ہے۔'' راہول نے فون پر اسے اطلاع دی۔

''سودا کر لو، فوری طور پر کلوزین ڈیٹ رکھ لو...... مجھے ایک ہفتے کے اندر چیک اپنے اکاؤنٹ میں چاہیے اور گھر بھی بیچ دو جتنی جلد ہو سکے۔''

''میڈم آپ پاکستان جا رہی ہیں؟''

''ہاں...... میں تھک گئی ہوں مجھ سے اکیلے سب کچھ نہیں سنبھالا جا رہا۔''

''جی میڈم آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں......انڈیا یا پاکستان کی عورتیں گھر میں رہنا زیادہ پسند کرتی ہیں......وہ باہر کی دینا میں اس وقت تک ہی کامیاب رہتی ہیں جب تک ان کے سر پر مرد کا سایہ رہتا ہے......اگر سایہ نہ ہو تو دوسرے مرد مگر مچھ بن کر انھیں کھا جاتے ہیں۔''

''میں اس وقت بہت الجھی ہوئی ہوں اس لیے فوری طور پر سب کچھ بیچ کر پاکستان جانا چاہتی ہوں اور کچھ عرصے کے لیے ریسٹ کرنا چاہتی ہوں......اگر شہر یار مان گیا تو واپس آ جاؤں گی ورنہ پاکستان ہی رہوں گی۔''

''ایسا لگ رہا ہے کہ آپ سر شہر یار کو بہت مس کر رہی ہیں۔''

''ہاں...... بہت مس کر رہی ہوں......دیکھو راہول یاد رکھنا کہ اس ڈیل کی حمید کو خبر نہیں ہونی چاہیے ورنہ سب کچھ ختم ہو جائے گا۔''

''میں سمجھتا ہوں آپ بے فکر ہو جائیں، اس کے فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہوگی۔''

''جس دن کلوزنگ ہوگی اسی دن فلائیٹ پکڑوں گی اور پاکستان چلی جاؤں گی...... پھر کبھی بھی بزنس کی طرف نہیں آ ؤں گی، یہاں تو قدم قدم پر بھیڑیے منہ کھولے کھڑے ہیں کس کس بچوں گی۔''

''آپ کچھ زیادہ گھبرا گئی ہیں اگر کوئی بڑا مسئلہ ہے تو پولیس سے مدد لی جا سکتی ہے۔''

''میں بچوں کی وجہ سے پولیس کے چکروں میں نہیں پڑنا چاہتی ہوں۔''

''آپ بچوں کو پاکستان بھیج دیں۔''

''اب ایک ساتھ ہی سب کچھ کلیئر کرنے کے بعد ہی جاؤں گی۔''

''او کے! جو آپ مناسب سمجھتی ہیں، میں فائنل کرنے کے بعد آپ کو اطلاع دیتا ہوں۔''

''ٹھیک ہے۔''

اور پھر اس نے گھر اور کافی ہاؤس بیچ کر واپسی کا پروگرام بنایا تو شہر یار نے اسے طلاق بجھوا دی......اس نے بچے پاکستان بھیج دیے......وہ یہی سمجھتی رہی کہ بچے والد کے پاس زیادہ محفوظ ہیں......حمید اسے الگ اسے سپنے دکھا رہا تھا اور شہر یار کو الگ بہکا رہا تھا......شہر یار کے دل میں لالہ کے لیے شدید نفرت پیدا ہوگئی تھی اب وہ لالہ کو واپس اپنی زندگی میں شامل نہیں کرنا چاہتا تھا......حمید اس کے دل میں بے شمار وسوسے پیدا کر چکا تھا، وہ بات کرنا تو دور اس کا فون بھی ریسیو نہیں کرتا تھا۔اب وہ مکمل طور پر حمید کے رحم و کرم پر تھی۔

حمید اپنے چکروں میں تھا کہ دولت کے ساتھ ساتھ خوبصورت عورت بھی اس کی زندگی میں آنے والی ہے، اور لالہ ایسی عورت تھی کہ وہ اپنی ساری کشتیاں جلا چکی تھی، وہ حمید کے رحم و کرم پر تھی۔اس طرح اگلے چند ماہ بعد وہ لالہ سے کینیڈین قانون کے مطابق شادی کر چکا تھا۔لالہ نے ایک قدم غلط اٹھایا تھا پھر اسے پتہ ہی نہیں چلا کہ وہ کدھر جا رہی ہے۔وہ آنکھ و کان بند کیے حمید کے پیچھے چلنے لگی۔اسے نہ راستہ نظر آ رہا تھا......نہ موڑ......نہ منزل ......وہ ڈولتی کشتی کی طرح ہچکولے کھانے لگی......حمید پتوار بن کر اس کی زندگی میں آ تو گیا۔مگر شہر یار جیسی بات نہیں تھی۔

اسے قدم قدم پر شہر یار یاد آتا تھا۔مگر وہ کہہ نہیں سکی......ویسے بھی مرد کی بڑی سے بڑی غلطی بھی قابل معافی ہوتی ہے......مگر مرد کی زندگی میں عورت کے لیے معافی کی گنجائش نہیں ہوتی چاہے غلطی چھوٹی ہو یا بڑی......اسے ایسی سزا ملتی ہے کہ عبرت کا نشان بن جاتی ہے کیوں کہ مرد نے معاف کرنا سیکھا ہی نہیں ہے......وہ تو اس حد تک گر جاتا ہے کہ اگر میری نہیں بنی تو کسی اور کی بھی ہو کر کیوں رہے۔اس کی زندگی اذیت ناک ہو جاتی ہے کہ عورت کو خود کشی کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ملتا......عورت کی زندگی بھر کی وفا، مروت، ایثار، محبت، ایک طرف اور معمولی سی غلطی ایک طرف......مرد جج بن کر دونوں کو ایک پلڑے میں تولتا ہے اور غلطی والا پلڑا بھاری ثابت کرتا ہے۔پھر زندگی بھر کی سزا......مرد کی نظر میں لالہ نے غلطی نہیں......جرم کیا تھا جس کی سزا کبھی ختم نہیں ہو سکتی......لالہ کے لیے واپسی کا کوئی راستہ نہیں تھا......وہ روز بروز سوچنے کی صلاحیت سے محروم ہوتی گئی۔

دوسری طرف حمید کی بیوی نسرین مزے سے اپنے گھر میں زندگی گزار رہی تھی۔ حمید اسے کافی ٹائم دیتا تھا۔ اس لیے کہ اس کے دو بیٹے تھے۔ بیٹوں سے اسے بہت پیار تھا۔ ان کے ساتھ گھومتا، پھرتا، ریسٹورنٹ لے جاتا۔ وا پنے گھر کو مکمل توجہ دیتا تھا۔

کال بل بجنے پر حمید نے دروازہ کھولا تو سمارٹ سی خاتون باہر کھڑی تھی

My name is Sania. I am Nasreen,s friend. Is she at home?

حمید نے ثانیہ کو اندر آنے کا کہا اور نسرین کو بلانے چلا نے گیا۔ ثانیہ ایک گہری نظر حمید پر ڈالتے ہوئے Livingروم میں آ کر بیٹھ گئی۔ نسرین دسترخوان سے ہاتھ صاف کرتے ہوئے کمرے میں داخل ہوئی تو سامنے ثانیہ کو دیکھ کر حیران بھی ہوئی اور خوش بھی۔

'ارے ثانیہ! تم کب آئی پاکستان سے...... بہت دن لگا دیے۔'' نسرین نے ثانیہ کو گلے لگاتے ہوئے پوچھا۔

'ایک ماہ ہو گیا ہے۔ دراصل ہم لوگوں نے مارکھم میں گھر خریدا ہے۔ گھر کی سیٹنگ میں وقت گزر گیا...... تم سناؤ کیا ہو رہا ہے؟''

''مبارک ہو گھر خریدنے کی...... کب بلا رہی ہو اپنے نئے گھر میں؟''

''بہت جلد مگر یہ صاحب کون ہیں؟ جنہوں نے دروازہ کھولا ہے۔''

''شاید تمہاری پہلے حمید سے ملاقات نہیں ہوئی۔''

''کون حمید...... تمہارے شوہر...... نہیں...... یہ نہیں ہوسکتا۔'' ثانیہ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

'کیا نہیں ہوسکتا...... اچھا ذرا ٹھہرو...... حمید نکل گئے ہیں...... میں دروازہ بند کر کے آتی ہوں۔'' وہ دروازہ بند کر کے واپس آئی تو اطمینان سے صوفے پر بیٹھ گئی اور ہاتھوں میں کشن لیے کھیلنے لگی۔

''اب بتاؤ! حمید میرا شوہر کیوں نہیں ہوسکتا۔ یہی میرا پہلا اور آخری شوہر ہے، پچھلے بارہ سالوں سے یہی میرا شوہر ہے۔ میں ابھی کینیڈین تو ہوں نہیں کہ موسموں کی طرح شوہر بدلوں۔'' نسرین نے ہنس کر کہا۔

''مگر یہ تو لالہ کا شوہر ہے۔''

''تم لالہ کو کیسے جانتی ہو؟''

''تم لالہ کو جانتی ہو؟'' ثانیہ نے پوچھا۔

''بہت اچھی طرح......میری روز اس سے پارک میں ملاقات ہوتی ہے۔''

''مگر وہ تو پاکستان جاچکی ہے۔''

''نسرین! غالباًتم خوابوں کی دنیا میں رہ رہی ہو، یہ حمید صاحب کو میں اکثر لالہ کے ساتھ دیکھتی ہوں۔''

''لالہ اپنے شوہر کے ساتھ پاکستان جاچکی ہے......ہوسکتا ہے کوئی اور شخص ہو جس کی شکل حمید سے ملتی ہو۔''

''ناممکن ہے......میری انکھیں دھوکہ نہیں کھاسکتی۔''

''جانے تم کتنی سچی ہو یا کچھ نہیں جانتی ہو......''نسرین نے کہا۔

''پھر ہوسکتا ہے کہ لالہ غلط ہو یا جس لالہ کو میں جانتی ہوں اسے تم نہ جانتی ہو......لیکن حمید کو میں اچھی طرح جانتی ہوں یہ لالہ کے ساتھ رہتا ہے۔......پھر کینیڈین قانون میں ایک وقت میں ایک ہی بیوی ہوسکتی ہے۔اب قانون ہی فیصلہ کرسکتا ہے کہ کون اصل بیوی ہے۔'' ثانیہ بھی پریشان ہوگئی۔

نسرین کے اندر آندھیاں چلنے لگیں۔بادل گرجنے لگے۔بجلیاں چمکنے لگیں، دماغ گھومنے لگا، آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا۔ دن میں تارے نظر آنے لگے وہ کہاں جائے...... کس سے پوچھے...... کس سے تصدیق کرائے......کیا سچ ہے، کیا جھوٹ ہے......اسے حمید کچھ نہیں بتائے گا۔جو بھی بتائے گا، جھوٹ ہی بتائے گا۔

وہ دعا مانگنے لگی کہ ثانیہ نے جو کچھ کہا ہے وہ سب جھوٹ ہو۔کوئی اور لالہ ہو یا کوئی اور حمید ہو۔

''نسرین تمھیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔تمہیں کوئی دھوکا نہیں دے سکتا۔تمہیں جب طلاق نہیں ملی تو حمید دوسری شادی نہیں کرسکتا۔تم اکیلی نہیں ہو، قانون تمہارے ساتھ ہے۔''

''مگر مجھے تو انگلش بھی نہیں آتی......کون میرے ساتھ کورٹ جائے گا......کون وکیل ہوگا......کون مجھے انصاف دلائے گا؟''نسرین نے رونا شروع کردیا۔

''تم فکر نہ کرو میں لالہ سے پتہ کراتی ہوں کہ اس کا شوہر کون سا ہے اور اس کا کیا status ہے پھر کوئی قدم اٹھانا...... میں شام کو فون کروں گی۔تم حوصلہ نہ ہارنا......انگلش نہ آنا کوئی مسئلہ نہیں ہے......میں تمہاری ہر قسم کی مدد کروں گی۔''

ثانیہ تو چلی گئی مگر نسرین کو ہچکولے کھاتی کشتی میں بغیر پتوار کے سوار کر گئی......اس کے منہ سے مسلسل ایک ہی دعا نکل رہی تھی کہ جو کچھ اس نے سنا ہے وہ جھوٹ ہو......ثانیہ کو غلط فہمی ہوئی ہو، اس کی انکھوں کا دھوکا ہو، اس نے کوئی اور حمید دیکھا ہو وہ مسلسل دعا کر رہی تھی۔

شام کوحمید گھر آیا تو نسرین کی حالت دیکھ کر پریشان ہوگیا......اسے نسرین اس لیے اچھی لگتی تھی کہ وہ سیدھی سادی معصوم سی خوبصورت عورت تھی۔ وہ اپنے گھر میں مگن رہتی تھی اسے باہر کی دنیا سے کوئی غرض نہیں تھی اس کا کہیں آنا جانا بھی نہیں تھا......شادی کے بعد کی ساری زندگی اس نے اپنے بچوں کی تربیت پر صرف کر دی تھی......سلیقے سے سجے گھر میں حمید کو بہت سکون ملتا تھا...... ہر مرد کی طرح اسے بھی اپنی بیوی کا سگھڑ پن پسند تھا وہ آنکھیں بند کر کے اپنی ضرورت کی چیز اٹھالیتا تھا......وہ نسرین کی اڑی ہوئی رنگت دیکھ کر پریشان ہو گیا۔

''کیا ہوا میری لاڈو کو......کہیں نظر تو نہیں لگ گئی؟'' اس نے پیار جتایا۔

''میں تمہاری کیا لگتی ہوں......بتانا پسند کرو گے؟''

''میری جان......میری زندگی......میری اکلوتی بیوی......میرے بیٹوں کی ماں۔''

''اور لالہ......''

''کون لالہ......؟'' وہ چونک پڑا۔

''وہی جو آپ کی بھابی اور بہن لگتی تھی۔''

'لگتا ہے تم مذاق کر رہی ہو۔ وہ تو ایک سال پہلے پاکستان چلی گئی تھی۔ وہ کہاں سے یاد آ گئی ہے۔'' حمید نے نظریں چراتے ہوئے کہا۔

''مارکھم میں کسے رکھا ہوا ہے؟'' نسرین غصے سے بولی۔

ایک بار تو مارکھم کے نام پر وہ چونکا بھی اور پریشان بھی ہوا مگر چند لمحوں میں وہ خود کو سنبھال چکا تھا۔

''تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ اگر کسی نے تمہیں بتایا ہے تو جھوٹ بتایا ہے۔ لالہ یہاں سے جا چکی ہے، وہ یہاں کیسے رہ سکتی ہے، ان لوگوں کے پیپرز ریجیکٹ ہو گئے تھے۔''

''میں اپنے طور پر پتہ کرا رہی ہوں۔ سچ ہونے کی صورت میں تمہیں بہت خوف ناک نتائج بھگتنے ہوں گے، جس کے لیے تم تیار رہو۔''

''گویا تمہیں مجھ پر اعتبار نہیں ہے؟؟''

''اب اعتبار کی حد سے بات آگے جا چکی ہے۔''

''تم غلط سوچ رہی ہو......''

حمید کچھ دیر بعد گھر سے نکل گیا۔ وہ پریشان تو ہوا مگر اتنا بھی نہیں......اسے یقین تھا کہ نسرین ان پڑھ

اور سیدھی سادی گھریلو خاتون ہے......لڑ جھگڑ کر چپ ہو جائے گی......وہ پیچھا نہیں کرے گی......وکیل کے پاس نہیں جائے گی۔ وہ ڈرپوک اور جلد گھبرا جانے والی عورت ہے......وہ کبھی Street car میں نہیں بیٹھی تھی کسی کام کے سلسلے میں Gerrard Street تک نہیں جا سکتی تھی جہاں ہر کوئی اردو بولتا اور سمجھتا ہے، وہ تو سوچ رہا تھا کہ اسے فوراً پاکستان بھیج دے اور خو......دو تین ماہ بعد پاکستان کا چکر لگا لیا کرے گا......اس طرح چھ سات ماہ گزر جائیں گے......جب سب کچھ روٹین میں آ جائے گا تو وہ اسے خود پاکستان جا کر لے آئے گا......سب کچھ ٹھیک جا رہا تھا تو اسے لالہ کہاں سے یاد آ گئی......وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ نسرین کو لالہ کی موجودگی خبر کیسے ہوئی۔

حمید نے ایک روایتی شوہر کی چال چلی۔ اس نے جیرڑا ڈ بازار سے جیولرز کی شاپ سے نیا سونے کا سیٹ خریدا اور گھر روانہ ہو گیا......اسے یقین تھا کہ نسرین کا غصہ دور ہو چکا ہو گا......مگر جونہی گھر میں داخل ہوا تو گھر میں اندھیرا تھا۔ اس کے بڑے بیٹے طلحہ نے دروازہ کھولا۔ بچے نے دروازے پر ہی اطلاع دی کہ امی بالکل خاموش ہیں......انہوں نے سکول سے آنے پر انہیں کھانے کے لئے بھی نہیں پوچھا......حمید جان گیا کہ ابھی غصہ دور نہیں ہوا......ویسے بھی اندر لگی آگ آسانی سے نہیں بجھ سکتی......یہ آگ تمام اندیشے وسوسے، شک دور ہونے پر ہی بجھ سکتی ہے......دل و دماغ کے مطمئن ہونے پر ہی سکون ہو سکتا ہے۔

حمید نے کمرے میں داخل ہو کر لائٹ جلائی اور بولا:

''مکھنوں کدھر ہو......مجھے کچھ نظر نہیں آ رہا ہے......میری روشنی کہاں ہے؟''

''حمید کیا سچ ہے، کیا جھوٹ ہے......یہ قرآن پاک ہے اس پر ہاتھ رکھ کر قسم کھا کر بتاؤ کہ تم صرف میرے ہو''۔ نسرین نے روایتی دیہاتی عورت والا حربہ آزماتے ہوئے کہا۔

''تم میری بیوی ہو......میرے بچوں کی ماں ہو......اور بس۔'' ساتھ ہی قرآن پاک الماری میں رکھ دیا۔

''اور لالہ سے کیا رشتہ ہے......؟؟''

''یار وہ یہاں نہیں ہے......وہ پاکستان جا چکی ہے۔''

''میں یقین کر لیتی ہوں......مگر مجھے کچھ نظر آ گیا تو میں تمہیں معاف نہیں کروں گی اور جو کچھ میں کر سکی وہ سب کروں گی......میں یہ بھول جاؤں گی کہ میرے عمل سے تمہیں کتنا نقصان پہنچ سکتا ہے اور مجھے کتنا پہنچے گا......'' نسرین نے دھمکی کے انداز میں کہا۔

''اچھا چھوڑو ساری باتیں......یہ دیکھو تمہاری آنے والی سال گرہ کے لیے کیا لایا ہوں......'' حمید نے اسے گولڈ کا

سیٹ دکھاتے ہوئے کہا۔
نسرین سیٹ دیکھ کر گلہ شکوہ بھول گئی اور مسکرانے لگی۔

''لالہ میں نے مسی ساگا میں اچھا بڑا گھر خریدا ہے......ہم آج شام ہی وہاں شفٹ ہو جائیں گے......مسی ساگا کا علاقہ بہت خوبصورت ہے......تمہیں گھر بہت پسند آئے گا۔''

''مگر ہم مارکھم میں دو ماہ پہلے ہی تو آئے ہیں......اچھا خاصا بڑا گھر ہے کیا کمی ہے اس گھر میں......مجھے بڑے گھر کی نہ خواہش ہے نہ ضرورت۔''

''میں تو سوچتا ہوں کہ تمہیں اتنا بڑا گھر لے کر دوں جتنا پہلے تمہارے پاس تھا۔''

''نہیں......مجھے نہیں ضرورت......ویسے بھی میں بزدلوں جیسی زندگی گزارتے گزارتے تھک گئی ہوں......روز روز مجھ سے گھر سیٹ نہیں ہوتا اور میں تنگ آ گئی ہوں نئے علاقے میں رہنے سے......تھوڑی بہت جان پہچان ہونی شروع ہوتی ہے تو گھر بدلنا پڑتا ہے۔''لالہ کا لہجہ اکتایا ہوا تھا۔

''جانو! چند دنوں کی بات ہے......نسرین بچوں کے ساتھ پاکستان چلی جائے گی تو کوئی پریشانی نہیں رہے گی......اس کے لیے ٹکٹوں کا بندوبست کر رہا ہوں۔''

''وہ نہیں جائے گی۔''

''کیسے نہیں جائے گی اسے جانا ہوگا......مجھے طریقہ آتا ہے۔اسے کیسے Handle کرنا ہے......تم فکر نہ کرو سب ٹھیک ہو جائے گا پھر ابھی تمہارا گھر اور کافی ہاؤس بھی سیل کرنا ہے......میں سوچ رہا ہوں کہاں دونوں کو سیل کر کے کسی نئے علاقے میں گیس اسٹیشن خرید لوں اور ٹیکسی چھوڑ کر اپنا بزنس شروع کر دوں۔''

لالہ نے اسے شو نہیں کیا تھا کہ وہ دونوں پراپرٹی بیچ کر پیسے لے چکی ہے۔

''اچھا ٹھیک ہے مگر پہلے تم نسرین والا ایشو حل کرو......پراپرٹی کہیں نہیں بھاگی جارہی......جب تم تمام مسئلے حل کر لو گے تو پھر پراپرٹی کی طرف آنا اس سے اچھی خاصی آمدنی ہو رہی ہے اور راہول بہت اچھی طرح ہینڈل کر رہا ہے۔'' لالہ نے باتوں میں لگایا۔

اسے صرف انتظار تھا کہ وہ پیپرز کے لیے اپلائی کر دے اور اس کے بعد وہ اس لالچی شخص سے جان چھڑا لے گی......وہ اپنی پلاننگ کے مطابق چل رہی تھی اور حمید اپنے چکروں میں تھا......دونوں اپنے اپنے مفاد کے تحت

ایک چھت کے نیچے رہ تھے۔ دل میں دونوں ایک دوسرے کے لیے نفرت لیے بیٹھ تھے۔

''میری لاڈو کو سیٹ پسند آیا ہے یا نہیں......تم نے کچھ بتایا نہیں ہے......تم چاہو تو میرے ساتھ چل اپنی پسند کا بھی لے سکتی ہو۔'' حمید نے پوچھا۔

''پہلے کبھی تمہاری لائی ہوئی کسی چیز کو ناپسند کیا ہے......تمہاری پسند بہت اعلیٰ ہے۔ مجھے اچھا لگا ہے تمہارا تحفہ۔''

''تمہیں ایک اور تحفہ بھی دینا چاہتا ہوں۔''

''جلدی سے بتاؤ۔''

''ہم کچھ دنوں کے لیے پاکستان چلتے ہیں......دو سال ہو گئے ہیں ہمیں پاکستان وزٹ کیے ہوئے۔''

''سچ......تم سچ کہہ رہے ہو؟''

''میں نے پہلے کبھی تمہارے ساتھ جھوٹ بولا ہے؟''

''ہاں وہ تو ٹھیک ہے......میں مانتی ہوں تم نے میرا بہت خیال رکھا ہے، گھر کو توجہ دی ہے......یہ ذرا درمیان میں لالہ آ گئی تھی جس وجہ سے تمہاری توجہ گھر سے ہٹ گئی ورنہ مجھے تو کبھی تم سے شکایت نہیں رہی۔''

''یہ بھی تمہارا وہم ہے......لالہ کا میری زندگی میں کوئی عمل دخل نہیں......وہ شادی شدہ عورت ہے اسے بھی دوسری عورتوں کی طرح اپنے گھر سے بہت پیار ہے وہ اچھی عورت ہے......اس نے اپنے میاں کی بیماری کے دوران گھر اور بزنس کو مکمل توجہ دی ہے......وہ اچھی خاصی تیز عورت ہے خیر دفع کرو......اس کا ذکر درمیان میں کیوں لے آتی ہو۔''

''تمہارے منہ سے اس کی تعریف میں برداشت نہیں کر سکتی۔''

''میری توبہ......جو دوبارہ اس کا نام لوں......میرے لیے اس کی اہمیت شہریار کی بیوی سے زیادہ نہیں۔''

''اس نے کئی ایک بار مجھے کہا تھا کہ وہ پاکستان نہیں جانا چاہتی......اسے اپنے سسرال والے بالکل نہیں پسند......وہ چاہتی تھی کہ شہریار بہن کی شادی اٹینڈ کر کے واپس کینیڈا آ جائے......''

''سسرال تو کسی عورت کو پسند نہیں ہوتا۔''

''مجھے تو پسند تھا......تمہاری والدہ سے میری اچھی انڈرسٹینڈنگ تھی......جونہی ان کے پیپرز بن جائیں تو ہم فوراً ان کو بلا لیں گے......میں انہیں بہت مس کرتی ہوں۔''

''اب ہر کوئی تو تمہاری طرح نہیں ہوتا......تم نے میرے گھر والوں کے ساتھ بہت اچھے تعلقات بنائے ہوئے

تھے……میری والدہ بھی تمہیں بہت چاہتی تھیں۔''

''والدین کی خدمت اور عزت سے اولاد کو دعائیں ملتی ہیں……خیر پاکستان جانے کی آپ بات کر رہے تھے۔''

''ہاں……تم کہو تو سیٹیں بک کرا دوں۔''

''تم بھی تو ساتھ چل رہے ہو؟''

'میں تو ایک دن بھی تمہارے بغیر رہنے کا نہیں سوچتا……تمہیں کیوں اکیلے جانے دوں گا……اکٹھے چلیں گے۔''

''پھر تو کل کی سیٹیں بک کرا دیں……میں تو کل کی جاتی آج جانا چاہتی ہوں۔''

''تو پھر طے ہے کہ ہم پاکستان جا رہے ہیں۔''

''بالکل……طے ہو گیا کہ ہم پہلی فلائیٹ سے پاکستان جا رہے ہیں……تم سب کے لیے تحفے وغیرہ بھی خرید لو……یہ پیسے لو اور دل کھول کر خریداری کرو، کسی کو بھولنا نہیں اور نہ کنجوسی کرنا……سب کے لیے کچھ نہ کچھ ضرور خرید لینا۔''حمید نے ایک لفافہ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''تم کتنے اچھے ہو……کتنا خیال رکھتے ہو۔''نسرین خوش ہو گئی۔

''خیال رکھنا میرا فرض ہے۔کوئی احسان نہیں۔''حمید نے سنجیدگی سے کہا۔

''شادی تو ہم نے کر لی ہے……میرا سالوں سے دیکھا خواب پورا ہو گیا……میں اکثر خواب دیکھا کرتا تھا کہ تم جیسی خوبصورت، سمارٹ، ذہین عورت میری بیوی بنے……ہم دونوں مل کر بزنس کریں……لوگ ہماری مثالیں دیا کریں۔''حمید بظاہر بہت خوش نظر آ رہا تھا۔

''تمہیں بزنس ویمن چاہیے تھی……میں سمجھی تمہیں مجھ سے محبت ہو گئی ہے، اس لیے مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہو۔''

''محبت بھی ذہین عورت سے ہوتی ہے……گھریلو عورت سے کون محبت کرتا ہے……اس سے تو ارینج میرج ہوتی ہے۔''

''اب کیا ارادہ ہے نسرین کا کیا بنے گا……میری بیٹیوں کا کیا مستقبل ہے؟؟''

''نسرین کو تو میں پاکستان چھوڑ آیا ہوں اب وہ وہیں رہے گی……میں تین چار مہینوں بعد مل آیا کروں گا……یہاں ہم جلد تمہارا مکان اور کافی ہاؤس بیچ کر کسی نئے علاقے میں شفٹ ہو جائیں گے……وہاں جا کر نئی زندگی کا آغاز کریں گے۔''

''مگران پیسوں پر ہمارا حق نہیں ہے...... یہ پیسے تو شہر یار کے ہیں اس لیے یہ پیسے شہر یار کو بھجوا دینے چاہئیں۔''

''کیسی باتیں کر رہی ہو...... یہ جائیداد تمہارے نام پر ہے اس لیے اس پر صرف تمہارا حق ہے......اب ہم دونوں شادی کر چکے ہیں تو تمام جائیداد پر اب ہم دونوں کا برابر کا حق ہے......شہر یار کا اس پراپرٹی سے کوئی لینا دینا نہیں......میں اسے جلدی جلدی بیچنا چاہتا ہوں تا کہ لین دین کا جھگڑا ہی نہ رہے۔''

''جائیداد کا چھوڑو...... پہلے نسرین کو تو پاکستان میں سیٹ ہونے دو...... بعد میں کچھ اور سوچیں گے۔''

''وہ تو اب سیٹ ہو گئی ہے۔ بیٹوں کو سکول میں داخل کرا دیا ہے اور وہاں وہ خوش بھی ہے، روز اس سے بات ہو جاتی ہے۔''

''چلو دیکھتے ہیں...... پہلے نسرین مکمل طور ایڈجسٹ ہو جائے۔''

''اس کی تم فکر نہ کرو...... یہ میری ذمہ داری ہے۔''

ثانیہ نے نسرین کو فون کر کے لالہ کا ایڈریس سمجھایا۔

''ثانیہ میں نے سب پتہ چلا لیا ہے، تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے......حمید کسی لالہ وغیرہ کو نہیں جانتے......وہ تو میرے ساتھ پاکستان جا رہے ہیں......

اگر ان کا کوئی یہاں چکر وغیرہ ہوتا تو وہ پاکستان کا پروگرام کیوں بناتے؟''

''تمہارے ساتھ پاکستان جانے کا یہ مطلب نہیں کہ اس نے لالہ سے شادی نہیں کی ہوئی......میری آنکھیں دھوکا نہیں کھا سکتی، تم اس ایڈریس پر جا کر دیکھ لو......وہ لالہ کے ساتھ رہا ہے۔''

''لالہ ایسی عورت نہیں ہے کہ وہ کسی غیر مرد کے ساتھ رہے......وہ اچھی خاتون ہے......وہ پاکستان جا چکی ہے۔''

''ہو سکتا ہے تم ٹھیک کہہ رہی ہو...... مجھے غلط فہمی ہوئی ہو مگر میں اپنی غلط فہمی دور کرنا چاہتی ہوں......تم ایک بار اس ایڈریس پر آ کر معلوم کر لو۔''

''میرے لیے ٹورنٹو سے مارکھم آنا ممکن نہیں......کبھی پبلک ٹرانسپورٹ میں سفر نہیں کیا......اور پھر آج کل میں پاکستان جانے کی تیاری کر رہی ہوں......میرے پاس وقت نہیں ہے۔''

''عجیب عورت ہو، جب پانی سر سے اونچا ہو گیا تو پھر کچھ نہیں کر سکو گی......ٹیکسی پکڑو اور مارکھم آ جاؤ۔''

''وہ میرے ہوتے ہوئے دوسری شادی کیسے کر سکتا ہے......کم از کم کینیڈین قانون تو یہی کہتا ہے۔''

''تمہاری مرضی......میں نے تمہیں سمجھانا تھا سمجھا دیا......میری ذمہ داری ختم ہوگئی ہے۔'' ثانیہ نے فون بند کر دیا۔

عجیب عورت ہے پھر مجھے وہم میں مبتلا کر دیا ہے......اب کیسے جاؤں اتنی دور اکیلی......سارا دن لگ جائے گا......لیکن اب جائے بنا چین بھی نہیں آئے گا......دو دن بعد فلائیٹ بھی ہے......کیسے مینیج کروں گی......اتنی لمبی لسٹ تیار کی ہے تحفے خریدنے کی اور پھر پہلی بار حمید نے دل کھول کر شاپنگ کرائی ہے......پیسے الگ دیئے ہیں اور چیزیں خریدنے کے لیے......کیسے مان لوں کہ وہ مجھ سے بے وفائی کر رہا ہے۔

بچوں کو کتنا ٹائم دیتا ہے۔۔۔چند دن پہلے ہی تو ہمیں نیا گرافال لے کر گیا ہے۔سارا دن ہمارے ساتھ گزارا ہے......کیسے مان لوں کہ اس نے دوسری شادی کی ہوئی ہے......اس کے دماغ نے کہا کہ پتا کرنے میں کوئی حرج بھی نہیں......ٹیکسی میں بیٹھو اور اس ایڈریس پر جا کر دیکھنے میں کیا حرج ہے......مطمئن ہو جاؤ گی......اطمینان سے پاکستان جاؤ گی......اور پھر اس نے جانے کا ارادہ کر لیا۔

نسرین نے ٹیکسی پکڑی......ثانیہ کے بتائے ہوئے ایڈریس پر مارکھم پہنچ گئی......ٹیکسی کو وہیں روک لیا تا کہ واپسی میں مشکل نہ ہو......اس نے دروازہ بجایا......ایک عورت نے دروازہ کھولا۔

''السلام علیکم! میں لالہ سے ملنے آئی ہوں کیا میں اس سے مل سکتی ہوں؟''

''لالہ......انھوں نے یہ گھر ہمیں بیچ دیا ہے......چند دن پہلے ہی تو ہم یہاں شفٹ ہوئے ہیں۔''

''آپ اسی لالہ کی بات کر رہی ہیں جس کی دو بیٹیاں بھی ہیں......اور خود لمبی سی ہے......براؤن کلر کے بال ڈائی کیے ہوئے ہیں۔''

''آپ کیوں اتنی تحقیق کر رہی ہیں؟''

''دراصل وہ میری دوست ہے......مجھ سے ناراض ہوگئی ہے......میں اسے منانے آئی ہوں......اس کا شوہر......''

''اس کا شوہر تو ساتھ رہتا ہے......ٹیکسی چلاتا ہے نا؟''

ٹیکسی کے نام پر نسرین وہی چکرا کر رہ گئی......اس نے دیوار کا سہارا لیا۔''

''آپ ٹھیک ہیں نا......اندر آ جائیں ابھی تو سامان بھی بکھرا پڑا ہے...... مجھے یاد پڑتا ہے کہ لالہ کے شوہر کا نام حمید ہے......وہ لوگ شفٹ ہو گئے ہیں......میرے پاس ان کا ایڈریس نہیں ہے......مگر میں اپنے رئیل اسٹیٹ سے لے کر دے سکتی ہوں۔''

نسرین کو ایڈریس لینے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی......اس نے تصدیق کرنی تھی کر لی......کہ پہلے اس گھر میں لالہ اس کی بچیاں اور حمید رہتے تھے......اب تصدیق ہونے کے بعد اس نے ضرورت ہی محسوس نہیں کی کہ نیا ایڈریس لیا جا ئے......وہ ٹیکسی میں بیٹھ گئی......سارا راستہ وہ اک بات ہی سوچتی رہی کہ اس کی موجودگی میں وہ لالہ سے شادی کیسے کرسکتا ہے......اور لالہ شہریار سے طلاق لیے بنا کیسے اس کی بیوی بن سکتی ہے......وہ الجھی الجھی سی ٹیکسی سے اتری تو حمید اسے دروازے پر انتظار کرتے ملا۔

''تم کہاں سے آ رہی ہو......وہ بھی ٹیکسی میں......ایسی کیا ایمرجنسی ہوتھی کہ تمہیں ٹیکسی میں جانا پڑا......میرا انتظار بھی نہیں کیا......تمہاری رنگت کیوں اڑی ہوئی ہے؟''

''تم نے مجھے طلاق دیے بنا لالہ سے شادی کیسے کی ہے......اور لالہ نے شہریار سے کب طلاق لی......کیا یہ میری ا لجھن دور کر سکتے ہو؟''

''تمہارا دماغ چل گیا ہے......آخر یہ لالہ تمہارے ذہن پر کیوں سوار ہے؟''

''مجھے بتاؤ...... یہاں کے قانون کے مطابق تم ایک ہی بیوی رکھ سکتے ہو۔'' نسرین نے اس کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے پوچھا۔

''دیکھو تم ہی میری بیوی ہو......لالہ سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔''

''کیا اسے گرل فرینڈ بنا کر رکھا ہے......کیا وہ گرل فرینڈ بننے کو تیار ہوگئی تھی......اسے تم نے کیا خواب دکھائے کہ وہ تمہارے ساتھ رہنے پر مان گئی......یا ایسی کیا مجبوری تھی کہ شہریار جیسے اچھے انسان کو چھوڑنے پر تیار ہوگئی اور تمہارے ساتھ رہنے لگ گئی......؟؟؟''

''تم عورتوں کے دماغ میں بھوسا بھرا ہوتا ہے......عجیب وغریب باتیں سوچتی ہو۔''

''دوسری عورتوں کو رہنے دو......میری بات کرو......کس رشتے سے وہ تمہارے ساتھ رہ رہی ہے؟''

''اب اگر تمہیں اصل بات بتائی تو تم یقین نہیں کرو گی......''

''یقین نہ بھی کروں......لیکن میں ہر حال میں جان کر رہوں گی کہ وہ یہاں کیوں کیسے رہ رہی ہے اور تمہارا اس سے کیا رشتہ ہے؟''

''پہلے تم ایک بات پلے باندھ لو کہ تم ہی میری بیوی ہو......تمہیں چھوڑنے کا میں تصور بھی نہیں کرسکتا......بس چند دن کی بات ہے سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔''

''کیا غلط ہوگیا ہے کہ تم چند دن میں اسے ٹھیک کرلو گے...... مجھے صرف اتنا بتا دو کہ تم نے اس سے شادی کی ہے یا نہیں؟''

''کی بھی ہے اور نہیں بھی کی۔'' حمید مشکل میں پڑ گیا تھا۔

''ہاں اور نہ میں بتاؤ کہ تم نے اس سے شادی کی ہے یا نہیں؟'' نسرین اپنی بات پر بضد تھی۔

''دیکھو جانو! لالہ کے نام بہت جائیداد ہے...... میں نے اس سے چند دن کے لیے شادی کر لی ہے...... اب میں اس کی جائیداد میں آدھے کا حصے دار ہوں اور کچھ عرصے تک اس کے ساتھ رہوں گا...... آہستہ آہستہ اسے اتنا مجبور کروں گا کہ وہ مجھ سے طلاق لے لے...... اس طرح آدھی جائیداد اس کی اور آدھی میری ہو جائے گی۔''

''میرا سوال وہی کا وہی ہے کہ مجھے طلاق دیے بغیر اس سے شادی نہیں کر سکتے...... اور وہ شہریار سے طلاق لیے بغیر تم سے شادی نہیں کر سکتی...... پھر تم دونوں کی شادی کیسے ہوگئی؟؟؟''

''میں نے تمہیں طلاق دے کر تمہاری طرف سے خود ہی پیپرز ریسیو کیے اور تمہارے سائن کر کے پیپرز واپس بجھوا دیے...... اسی طرح شہریار کی طرف سے کیا...... اور ہم نے کورٹ میں جا کر شادی کر لی...... دیکھا کتنا عقل مند ہے تمہارا میاں......''

''گویا تم نے جائیداد کی خاطر تمام غیر قانونی کام کیے...... فراڈ کیا...... اس کا گھر بھی تباہ کیا اور اپنا بھی...... بسی بسائی ایک عورت کو در بدر کر دیا...... اس کا شوہر اس کا رہا نہ گھر رہا...... کل اس کے شوہر کو پتہ چلے گا تو اپنی بیٹیاں لینے آ جائے گا...... بدنامی کے علاوہ اولاد سے بھی محروم ہو جائے گی...... اور ایک مرد جس نے جائیداد کی خاطر سارا فراڈ کیا اس کا کچھ نہیں بگڑے گا...... اسے اس کی بیوی معاف کر دے گی...... کیوں کہ مرد کا ہر گناہ قابل معافی ہوتا ہے اور عورت کی غلطی بھی قابل معافی نہیں ہوتی......؟؟''

''چھوڑو ساری باتیں...... بیٹھے بٹھائے دو تین لاکھ ڈالرز مل جائیں تو...... کس کو برا لگتا ہے۔'' حمید بہت خوش ہو رہا تھا کہ نسرین نے زیادہ شور نہیں مچایا...... گھر جانے کی دھمکی نہیں دی وہ مطمئن ہو گیا...... وہ جان نہیں سکا کہ نسرین کے اندر کیا پک رہا ہے...... نسرین اتنا جانتی تھی کہ وہ اگر اس کا نہیں ہوا تو وہ کسی اور کا بھی نہیں رہنے دے گی...... وہ Welfare پر زندہ رہ لے گی...... مگر حمید کے ساتھ نہیں رہے گی...... جس نے اسے سالوں کی وفا، خدمت کا یہ صلہ دیا...... اس نے 911 پر فون کیا اور ساری صورت حال سے آگاہ کیا...... نسرین نے سب کچھ اردو میں بتایا...... پولیس میں ایک انڈین بھی تھا...... اس نے اس کی تمام بات سمجھ لی...... حمید کا انہوں نے Sin نمبر اور date of

birth پوچھی......نسرین نے بتادی۔

وائرلیس پر پولیس نے امیگریشن آفس میں اطلاع دی اور چند منٹوں کے بعد ساری صورت حال سامنے آ گئی کہ حمید کی موجودہ بیوی کا نام لالہ رخ ہے...... Ex-Wife نسرین ہے......نسرین کو باقاعدہ طلاق دینے کے بعد قانونی طریقے سے لالہ سے شادی کی ہے......حمید پر کوئی الزام ثابت نہ ہوسکا...... پولیس واپس چلی گئی۔

نسرین کا موقف پولیس نہ سمجھ سکی کہ اسے کب طلاق ہوئی کس نے دستخط کیے ہیں...... وہ کچھ نہیں جانتی تھی......لیکن نسرین کہاں چین سے بیٹھنے والی تھی......وہ سیدھی Human Resource Centre گئی...... وہاں ایک پاکستانی خاتون نے اس کا موقف سمجھ لیا کہ اسے اطلاع کیے بغیر اس کے میاں نے دوسری شادی کر لی ہے......اور کئی دنوں کی جانچ پڑتال کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ حمید نے اسے طلاق تو دی مگر اس نے خود ہی دستخط کیے ہیں......نسرین کو تمام صورتحال سے لاتعلق رکھا......جعلی دستخط فوراً سامنے آ گئے......حمید کو فوری طور پر جیل بھیج دیا گیا......اب وہ مقدمہ لڑ رہا ہے......اور لالہ کو ڈی پورٹ کر دیا گیا......ایک عورت نے کس طرح اپنا گھر تباہ کیا......کس طرح ایک مرد کی باتوں میں آئی۔ جو اب جیل میں سزا کا منتظر ہے اور مرد اور عورت کی ذاتی خواہش میں کس طرح دو گھر تباہ ہوئے۔ اور بچے باپ کی شفقت سے محروم ہوئے۔

اک قدم اٹھا تھا غلط راہ شوق میں
منزل تمام عمر مجھے ڈھونڈھتی رہی